Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2024; Vol 03 (Issue 01)
PP. 40-55 https://journals.gscwu.edu.pk/

ڈاکٹر عبدالستار ملک

لیکچرار، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Dr. Abdul Sattar Malik
Lecturer, Deptt.of Urdu, Allam Iqbal open university, Islamabad

اردو میں تَلَفُّظ کے مسائل اور اصلاحی تدابیر

Pronunciation problems and corrective measures in Urdu

Abstract:

A true pronunciation implicitly facilitates communication as well as a charm and beauty exist in the health of pronunciation. Pronunciation has an eminent role in reading, writing and speaking. Unless the pronunciation is correct, effective communication is not possible. The health of pronunciation is the assessment of the linguistic knowledge of the speakerr and the reader. The writer has attempted to narrate the nature of Urdu language in terms of pronunciation. A major problem with Urdu pronunciation relates with borrowed vocabulary from Arabic and Persian language. In this paper, along with some preliminary issues, the Arabic and Persian sources are identified which are frequently used in Urdu and which are often prone to mistakes. This researcher provides some key points and strategies to facilitate teachers and the students for better comprehension in the target vocabulary

Key Words: Urdu Pronunciation, Borrowed Vocabulary from Arabic and Persian, Effective Communication

تلفظ عربی کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں "لفظ کا منہ سے ادا کرنا، لہجہ "[(۱)]۔ اصطلاح میں حروف کی انفرادی اور لفظ کی صورت میں مجموعی آوازیں صحیح مخرج سے ادا کرنا اور حرکات و سکنات کا اہتمام کرنا، تلفظ کہلاتا ہے۔ یعنی کسی لفظ میں شامل ہر

صوتیہ (حرف) کی آواز کو اس کے اصل مقام سے نکالا جائے اور اعراب کا خیال رکھ کر بولا جائے۔ حسنِ تلفظ کا تقاضا ہے کہ آوازوں کے مخارج، صفات اور اعراب کے ساتھ لہجے کا بھی خیال رکھا جائے۔

درست تلفظ کا تعین زبان کے اہم مسائل میں سے ہے۔ معیاری تلفظ وہ ہے جو تعلیم یافتہ افراد اور فصحائے زباں ادا کریں اور جو بازاری اور بیرونی اثرات سے پاک ہو۔ تلفظ صحتِ زبان کی بنیاد ہے۔ درست تلفظ کے بغیر کسی لفظ کا مفہوم نہیں سمجھا جاسکتا۔ تلفظ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں متکلم یا قاری کی زبان میں استعداد یا مہارت کا عکس نظر آتا ہے۔ زبان کے استعمال میں آوازوں کی ادائیگی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ غلط تلفظ سے بعض اوقات لفظ کا معنٰی و مفہوم بدل جاتا ہے۔ اُردو میں تلفظ کا اہم مسئلہ عربی و فارسی الفاظ کی ادائیگی ہے، جن میں حرکات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ حرکات کے بدلنے سے یا تو معانی بدل جاتے ہیں یا لفظ ہی مہمل ہو جاتا ہے۔ نثر و نظم میں تلفظ کی یکساں اہمیت ہے۔ غیر معیاری تلفظ سے جہاں نثر میں مفہوم مبہم اور مہمل ہو جاتا ہے، وہاں اگر شعر کو درست تلفظ سے ادا نہ کیا جائے تو بے وزن ہو جاتا ہے۔

تلفظ دو طرح سے بگڑتا ہے۔ ایک حرف کو صحیح مخارج سے ادا نہ کرنے سے اور دوسرا حروف کی حرکات بدل دینے سے۔ صحیح تلفظ کی ادائیگی اس بات پر موقوف ہے کہ قاری حروف کے مخارج اور صفات کا علم رکھتا ہو۔ اعضائے صوت کی مشق سے مخارج پر مہارت حاصل کی جاسکتی ہے۔ عموماً مشابہ الصوت آوازوں کی ادائیگی میں امتیاز نہیں برتا جاتا۔ مثلاً ا، ع کا فرق، اسی طرح ت، ط، میں، ت کا تلفظ تو واضح ہے لیکن ط کے تلفظ میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ ث س ص میں س کا تلفظ واضح ہے اور عموماً س اور ث میں بھی لطیف سا امتیاز ہوتا ہے لیکن ص کے تلفظ کو احتیاط سے ادا کرنا ضروری ہے۔ ذ ز ض ظ میں ض کے تلفظ میں بھی احتیاط ضروری ہے تاکہ وہ ز کے تلفظ سے ممیز رہے۔ ظ کے تلفظ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اِسی طرح عام طور پر ذ اور ز میں بھی امتیاز نہیں رکھا جاتا۔ زائے فارسی (ژ) کی آواز کو عام طور پر غلط ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً ٹیلی ویژن کو ٹیلی ویزن، گریژن کو گریزن پڑھنا وغیرہ۔ علاوہ ازیں ش، ق کی درستی، اور غ ز کا ج سے بدلنا، ش کا س سے تبادلہ، غ کا گ سے تبادل۔ مادری زبان کی صوتی عادات کے زیرِ اثر غلطیاں مثلاً پشتو بولنے والوں کا ہائیہ حروف کی ادائیگی کا مسئلہ، اہلِ پنجاب کا ق اور ک کا مسئلہ، شد کو صحیح ادا نہ کرنا، اہلِ سندھ کا سکون الآخر کو متحرک کر دینا۔ اِسی طرح مصوتوں (ا، و، ی) کی آواز ادا کرتے وقت کچھ علاقوں کے لوگ تلفظ میں نون غنہ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً دنیا کو دنیاں بولنا، بچو کو بچوں کراچی کو کرانچی سیکڑا کو سینکڑا گیارہ کو گیاراں وغیرہ ۔اس طرح متشابہ الفاظ سے بھی آشنائی ضروری ہے۔ الفاظ کے جوڑوں کے درمیان مشابہت دو طرح کی ہوتی ہے۔ صوتی اور صوری۔ صوتی مشابہت میں کسی جوڑے کے دونوں الفاظ ایک دوسرے کے مشابہ یا قریبی آوازوں سے ادا ہوتے ہیں لیکن وہ

مفہوم و معنی میں مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً اثر، عصر، ارض، عرض، حذر، حضر، تاک، طاق، ظن، زن وغیرہ۔ صوری مشابہت سے مراد، الفاظ کے ایسے جوڑے جو ایک جیسے ہجوں (صوتیوں) سے لکھے جاتے ہیں لیکن اعراب کے فرق سے ان کے معنی مختلف ہو جاتے ہیں۔ ایسے الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ کی وضاحت ضروری ہے۔ مثلاً بَل (زور، شکن)، بِل (سوراخ)، الِف (بمعنی حرف)اور اَلف (ہزار)، اَقْدام (قدم کی جمع)، اِقْدام (آگے بڑھنا)، صَفَر (قمری سال کا دوسرا مہینہ)، صِفر (بے قیمت عدد)، بیڑا اُٹھانا (ذمہ داری لینا)، بَیڑا (جہاز یا کشتیوں کا اجتماع)، حُب (محبت)، حَب (گولی)، صِرف (فقط، اکیلا)، صَرف (خرچ کرنا)، حُکم (فرمان)، حَکَم (ثالث)، حِکَم (حکمت کی جمع)، سَحَر (صبح)، سِحر (جادو، کسرۂ مجہول)، عُمر (زندگی)، عُمَر (نام)، دَیر (بت خانہ)، دیر (وقفہ، کسرۂ مجہول)، عالِم (جاننے والا)، عالَم (دنیا)، مُلک (علاقہ)، مَلِک (بادشاہ)، مِلک (قبضہ)، مَلَک (فرشتہ)، اَعراب (اعرابی کی جمع، دیہاتی)، اِعراب (زبر، زیر، پیش وغیرہ)، اَحیا (زندہ لوگ)، اِحیا (زندہ کرنا)، مُنتظِر (انتظار کرنے والا)، مُنتظَر (جس کا انتظار کیا جائے)، دُھن (شوق، لگن)، دَھن (مال ، دولت)، کَل (پرزہ، آنے والا دن)، کُل (پورا، تمام)، مُسلِم (مسلمان)، مُسَلَّم (تسلیم کیا گیا)۔

تلفظ میں ایک بڑا مسئلہ شمسی و قمری الفاظ کا ہے۔ عربی الفاظ کے وسط میں "ال" جب استعمال ہوتا ہے تو کبھی متلفّظ ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ مثلاً الشمس میں "ل" کی آواز معدوم ہے اور القمر میں موجود ہے۔ "ل" کے تلفظ کی بنیاد پر عربی کے تمام حروفِ تہجی (اٹھائیس) کو دو برابر حصوں "شمسی و قمری" میں تقسیم کیا جاتا ہے:

شمسی حروف: ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ن، ل۔

عربی کے ایسے مرکب الفاظ جن میں کسی شمسی حرف سے پہلے "ال" آئے تو "ال" کی آواز نہیں نکلتی ہے اور بعد کا شمسی حرف مشدّد ہو جاتا ہے۔ جیسے عبد الرّحمن، ظہیر الدّین، عبد السّتّار، افضل الذِّکر وغیرہ۔

قمری حروف: ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، و، ہ، ی۔

عربی کے ایسے مرکب الفاظ جن میں قمری حروف سے پہلے اگر "ال" آئے تو "ا" کی آواز نہیں نکلتی صرف "ل" کی آواز ادا ہوتی ہے اور "ا" سے ما قبل حرف متحرک ہو کر "ل" سے مل جاتا ہے۔ مثلاً شق القمر، عبد الحمید، لسان الغائب، اسی قیاس پر بالفرض، بالعموم، بالکل، دار الحکومت وغیرہ میں الف نہیں پڑھا جاتا۔ الف کی آواز نہ نکلنے کی ایک تیسری صورت بھی ہے کہ عربی کے چند مخصوص الفاظ جن کے درمیان "ا" پر ہمزہ ہوتا ہے۔ اِس پر بھی "ا" کی بجائے ہمزہ آواز دیتا ہے۔ مثلاً

جرأت، تأثر، تأمل وغیرہ۔ شمسی اور قمری حروف میں تخصیص کے لیے ایک کلید سے مدد لی جا سکتی ہے "حق کا خوف عجب غم ہے"۔(اس جملے میں سارے حروف قمری ہیں)۔اس کے علاوہ بقیہ سارے حروف قمری ہیں۔اس طرح اس کلید کو ذہن میں رکھتے ہوئے شمسی اور قمری حروف میں با آسانی تمیز کی جا سکتی ہے۔

تلفظ کا معاملہ دو قسم کا ہے :

ا۔ قیاسی: ایسے الفاظ جو کسی صرفی قاعدے کے مطابق ترکیب پاتے ہیں اور کسی اصول کے پابند ہوتے ہیں۔ایسے الفاظ کا تعلق عربی و فارسی سے ہے۔ خاص طور پر عربی الفاظ میں الفاظ کے متعلقہ اوزان اور بناوٹ کے قواعد سے واقفیت ہو جائے تو تلفظ کا مسئلہ مشکل نہیں رہتا۔

۲۔ سماعی: سماعی سے مراد ایسے الفاظ جو کسی صرفی اصول اور قاعدے کے پابند نہیں ہوتے اور ان کا تلفظ محض سماع پر موقوف ہوتا ہے۔ ان کے درست تلفظ کے لیے اہلِ زبان ہی معیار ہوتے ہیں۔

عربی کے بیشتر الفاظ مختلف اوزان کے تحت آتے ہیں اور یہ اوزان متعین ہیں کہ کس لفظ کا تلفظ کس انداز سے ہو گا۔اگر اوزان کے تمام حروف کی حرکات پیشِ نظر ہوں تو اِس باب سے جتنے الفاظ آئیں گے، سب کا صحیح تلفظ ادا ہو سکتا ہے۔اُردو میں جو عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں، وہ بیشتر مصادر ہیں۔اِن مصادر کا اکثر و بیشتر حصہ سہ حرفی افعال کے مصادر پر مشتمل ہے۔ عربی میں اگرچہ سہ حرفی افعال کے مصادر کی تعداد چالیس سے بھی زائد ہے۔ لیکن اُردو میں زیادہ تر مندرجہ ذیل اوزان مستعمل ہیں۔

سہ حرفی افعال:

ثلاثی مجرد کے کثیر الاستعمال مصدری اوزان درج ذیل ہیں۔

سہ حرفی افعال میں پہلا وزن "فَعْلُ" ہے۔اس کے ذیل میں وہ الفاظ ہوں گے جن کا پہلا حرف مفتوح ہے۔اور دوسرا اور تیسرا دونوں حروف ساکن ہیں۔ مثلاً قَرْض، خَتْم، شَرْط، فَرْض، فَضْل، ہَضْم، فَرْق، جَمْع، شَرْح وغیرہ۔اس کے بعد "فِعْل" کا مصدری وزن ہے۔ جس کا پہلا حرف مکسور اور دوسرا، تیسرا ساکن ہے۔ مثلاً شِعْر، عِلْم، حِلْم، ذِکْر، فِکْر، صِدْق وغیرہ۔"فُعْلُ" کے وزن پر آنے والے الفاظ کا پہلا حرف مضموم ہو گا اور دوسرا، تیسرا ساکن ہوں گے مثلاً شُکْر، کُفْر، حُکْم وغیرہ۔"فَعَل" کے وزن پر

آنے والے الفاظ میں پہلے دونوں حروف مفتوح ہوں گے اور تیسرا ساکن ہو گا۔ مثلاً طَلَب، غَضَب، رَسَد، حَسَد، عَمَل، عَدَم، غَزَل، اَثَر، نَظَر، ظَفَر، خَطَر، غَلَط وغیرہ۔ فِعَل کے وزن پر جو الفاظ آتے ہیں۔ ان میں پہلا حرف مکسور، دوسرا مفتوح اور تیسرا ساکن ہے۔ مثلاً کِبَر، صِغَر، نِعَم، ثِقَل وغیرہ۔

ایسے مصادر جن کے ماضی و مضارع کی حرکت عین کلمہ ایک ہوں، وہ قلیل الاستعمال ہیں۔ اور جن کی حرکت عین کلمہ مختلف ہوں، وہ کثیر الاستعمال ہیں۔

چہار حرفی افعال:

رباعی مجرد کے کثیر الاستعمال مصدری اوزان یہ ہیں۔

فَعَلَت (فَعَلَہ) کے وزن پر، مثلاً حَرَکت، بَرَکت، رَمَضَان، غَلَبہ، وغیرہ۔ عربی میں تو یہ الفاظ اپنے وزن کے مطابق بولے جاتے ہیں۔ لیکن اُردو میں دوسرا حرف بالعموم ساکن ہو جاتا ہے۔ جیسے حَرْکت، بَرْکت، رَمْضَان، غَلْبہ، عَمْلَہ۔

فِعْلَت (فِعْلَہ): کے وزن پر مِحْنَت، نِعْمَت، قِسْمَت، حِکْمَت وغیرہ

فُعْلَت (فُعْلَہ) کے وزن پر شُہْرت، رُخْصَت، نُصْرَت، خُطْبَہ وغیرہ

فَعْلَت (فَعْلَہ) کے وزن پر حَسْرَت، دَوْلَت، قَبْضَہ، نَغْمَہ وغیرہ

فَعِلَت (فَعِلَہ) کے وزن پر رَعِیَت، مَلِکَہ وغیرہ اُردو میں مَلِکہ جیسے الفاظ میں دوسرا حرف بالعموم ساکن ہو گا جیسے مَلْکَہ۔

فُعُوْل کے وزن پر ثُبُوْت، دُخُول، خُرُوج، نُقُوش، حُدُود، جُلُوس، رُسُوم وغیرہ۔

فَعَال کے وزن پر شَبَاب، وَقَار، سَلَام، اَذَان، بَیَان، وغیرہ

فُعَال کے وزن پر سُعَال، زُکَام، سُوَال وغیرہ۔ سُوَال کی بجائے "سَوَال" غلط العام میں داخل ہے۔

پنج حرفی الفاظ میں:

فَعَالہ (فَعَالہ) کے وزن پر اَمَانَت، حَقَارَت، رَقَابَت، عَلَالَت، لَطَافَت، ہَلَاکَت، نَفَاسَت وغیرہ۔

فِعَالہ (فِعَالہ) کے وزن پر: اِجَازَت، اِمَارَت، رِسَالت، قِرَائَت، کِتَابَت وغیرہ۔

فُعُوْلہ (فُعُوْلَہ) کے وزن پر: حُکُومَت، سُہُولَت، صُعُوبَت، سُکُونَت وغیرہ۔ اس وزن کے الفاظ کا پہلا حرف مفتوح بولا جاتا ہے۔ جو غلط العوام میں داخل ہے۔

فُعْلَان کے وزن پر بُنْیَان، رُجْحَان، غُفْرَان، فُرْقَان، قُرْبَان وغیرہ۔ فِعْلَان کے وزن پر رِضْوَان، عِرْفَان، عِصْیَان، نِسْیَان وغیرہ

فَعَلَان کے وزن پر: خَلَجَان، خَفَقَان، ہَیَجَان وغیرہ۔ اُردو میں ایسے الفاظ کا دوسرا حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً خَلْجَان، خَفْقَان، ہَیْجَان وغیرہ۔

اس کے علاوہ اُردو میں ثلاثی مزید کے آٹھ مصدری اوزان (اِفْعَال، تَفْعِیل، مُفَاعَلَہ، اِفْتِعَال، اِنْفِعَال، اِسْتِفْعَال، تَفَعُّل، تَفَاعُل) کے الفاظ کثیر تعداد میں رائج ہیں۔

باب اِفْعَال :

بابِ افعال کے الفاظ کے پہلے حرف الف (ہمزہ) کے نیچے زیر آتا ہے اور پہلے حرف پر زبر لگانے سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً اِغوا کو اَغوا، اِفراطِ زر کو اَفراطِ زر، اِفطار کو اَفطار، اِفلاس کو اَفلاس کو ادا کرنا۔ عربی میں ایک جمع بھی ہوتی ہے، جس کی صورت بابِ افعال کی سی ہے۔ اِن دونوں صورتوں میں یہ فرق ہے کہ بابِ افعال میں الف کے نیچے زیر ہے اور اِس جمع میں الف پر زبر ہے۔ مثلاً اَحرار، اَنوار، اَطوار وغیرہ۔ عربی قواعد کی رو سے جمع کا الف (ہمزہ) مفتوح ہوتا ہے

بابِ تَفْعِیل :

تَبْلِیغ، تَدْرِیس، تَرْدِید، تَشْوِیش جیسے الفاظ بابِ تفعیل کے وزن پر آتے ہیں۔ اِس باب میں عموماً تلفظ میں غلطی کا امکان کم ہوتا ہے۔

بابِ مُفَاعَلَہ :

مُحَاسَبَہ، مُطَالَبَہ، مُعَاوَضَہ، مُغَالَطَہ، مُکَالَمَہ، مُقَابَلَہ، معاشرہ جیسے الفاظ بابِ مُفَاعَلَہ کے وزن پر آتے ہیں۔ اس باب کے الفاظ کے تلفظ میں غلطی کا بہت ارتکاب ہوتا ہے۔ اکثر اہلِ اُردو چوتھے حرف کے نیچے زیر لگادیتے ہیں۔ اِس غلطی کی وجہ سے تلفظ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور بعض الفاظ کے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً مقابَلہ، معانَقہ، مطالَعہ، معاملہکو بالترتیب مقابِلہ، معانِقہ، مطالِعہ اور معامِلہ بولا جاتا ہے، جو غلط ہے۔ اِس باب میں فصحائے اُردو نے زبان کے مزاج کے مطابق کچھ الفاظ میں تارید وتصریف کی ہے۔ مثلاً مُشاعَرہ ، مُشَاہَدَہ، مُلاحَظہ، مُمانَعت، مُظاہَرہ، مُباحَثہ، مُشاہَدہ، مُعاہَدہ، مُظاہَرہ کو بالترتیب مُشاعِرہ ،مُشاہِدہ، مُلاحِظہ، مُمانِعت، مُظاہِرہ، مُباحِثہ بولتے ہیں۔ مُضَائِقَہ اور مُعَائِنَہ عربی میں مُفَاعَلَہ کے وزن پر مُضَایَقَہ اور مُعَایَنَہ ہیں۔ لیکن اُردو میں فصحائے زبان کے حسنِ تلفظ کے پیشِ نظر چوتھے حرف پر ہمزہ اور زیر کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔ اِس باب کے الفاظ دو طرح سے لکھے جاتے ہیں۔ کچھ الفاظ کے آخر میں ہ آتی ہے اور بعض کے آخر میں ت۔ مثلاً مُدَاخلَت، مُخالَفت، مُشَاوَرَت وغیرہ ۔ لیکن اِس میں بھی اُردو کے زبان دانوں کے تصریف کی ہے۔ مثلاً مُمانَعَت، مُصَالَحت، مُشابَہت کو بالترتیب مُمانِعت، مُصالِحت، مُشابِہت بولتے ہیں۔

بابِ اِفْتِعَال:

بابِ اِفتِعَال کے تحت الفاظ کے پہلے اور تیسرے حرف کے نیچے زیر آتا ہے۔ مثلاً اِحتِرام، اِنتِخاب، اِنتِظار، اِشتِیاق اس وزن کے حامل بعض عربی الفاظ کے آخر میں ہمزہ آتا ہے مثلاً اِبتِدائ، اِنتِہائ، اِملائ، اِلتِجاء وغیرہ لیکن اُردو میں عام طور پر یہ الفاظ ہمزہ کے بغیر بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ اِس باب میں بعض الفاظ ادغام کے سبب تیسرے حرف ت پر شد کے ساتھ بولے جاتے ہیں۔ جیسے اِتّحاد، اِتّفاق، اِتّصال وغیرہ۔ کچھ الفاظ میں ت کی جگہ ط مستعمل ہے مثلاً اِصطِلاح، اِضطِراب، جو در حقیقت ت کی جگہ مستعمل ہے۔ عربی میں قاعدہ ہے کہ باب افتعال کے "ف" کلمے کی جگہ چار حروف ص ض ط ظ آ جائیں تو ط سے بدل جاتے ہیں۔

بابِ اِنْفِعَال :

بابِ انفعال کے وزن پر پہلے اور تیسرے حرف کے نیچے زیر ہے۔ مثلاً اِنقِلاب، انکِسار، انسِداد، اِندِراج وغیرہ۔ ان الفاظ کے تیسرے حرف پر زبر پڑھنا غلطی ہے۔

بابِ اِسْتِفْعَال :

بابِ اِستِفعَالمیں بھی پہلے اور تیسرے حرف کے نیچے زیر ہے۔ مثلاً اِستِعمال، اِستِفسار، اِستِحکام، اِستِدعا، اِستِعداد وغیرہ ۔اس لیے اِستِغفار اور استِقبال کو اِستَغفار اور اِستَقبال ادا کرنا غلط ہے۔

بابِ تَفَاعُل :

بابِ تَفَاعُل میں چوتھے حرف پر پیش ہے۔ مثلاً تجاوُز، تعاوُن، تغافُل، تصادُم، تناسُب وغیرہ۔ اس باب کے الفاظ کے چوتھے حرف پر زبر لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً تدارَک، تناوَل، تصادَم وغیرہ، جو تلفظ سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔

بابِ تَفَعُّل:

بابِ تَفَعُّل میں ہر لفظ کے چوتھے حرف پر تشدید اور پیش لازم ہے۔ مثلاً تلفُّظ، تکلُّم، تکلُّف، تخیُّل، تعصُّب، تشدُّد وغیرہ ۔ تیسرے حرف کی تشدید پر زبر کا استعمال غلط ہے۔ مثلاً تصوَّر، تبرَّک، تقرَّر، توکَّل لکھنا غلط ہے۔ اِسی طرح توجُّہ کو توجِّہ یا توجَّہ اور توقُّع کو توقَّع یا توقع پڑھنا بھی تلفظ کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

اِن اوزان کے علاوہ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی مدارج میں طلبہ کو چند اور قواعد سے بھی روشناس کرانا چاہیے۔ مثلاً عربی کے اسم فاعل یا اسم مفعول جو میم سے شروع ہوتے ہیں۔ کثرت سے اُردو میں بولے جاتے ہیں۔

اِن الفاظ میں میم پر ہمیشہ پیش ہوتا ہے اور آخر سے پہلے حرف پر زبر یا زیر۔ اگر آخر سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو وہ اسمِ فاعل کے معنی دیں گے۔ مثلاً مُسلِم، مُؤمِن، مُربِّی، مُحدِّث، مُنتظِر، مُدرِّس، مُعلِّم، مفکِّر، مُدبِّر وغیرہ۔ لیکن اگر آخر سے پہلے حرف پر زبر ہو تو وہ اسم مفعول کے معنی دے گا۔ جیسے مُنتخَب، مُخاطَب، مُنتظَر، مُعظَّم، مُکرَّم، مُرتَّب، مُصنَّف، مؤلَّف، مُحترَم، مُنتخَب وغیرہ۔ اسی طرح عربی اسم ظرفِ مکاں کے بہت سے الفاظ اُردو میں رائج ہیں۔ جن کے شروع میں میم آتا ہے۔ ان سب الفاظ میں میم پر زبر اور تیسرے حرف پر اکثر زبر ہوتا ہے اور کبھی کبھار زیر بھی۔ تاہم میم ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ مثلاً مَکتب، مَرقد، مَدرسہ، مَقبرہ میں تیسرا حرف مفتوح ہے اور مسجد، منزل، میں تیسرا حرف مکسور ہے۔

عربی اسمِ آلہ اکثر مِفعَل یا مِفعَال کے وزن پر ہوتے ہیں ۔ یعنی میم ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔ جیسے میزان، معراج، مسطر وغیرہ۔

اسی طرح جب کسی سہ حرفی لفظ کی جمع اُردو قاعدے کے مطابق بنائی جائے تو اس لفظ کا درمیانی حرف اگر متحرک ہو تو ساکن ہو جاتا ہے۔ جیسے نَظَر سے نَظروں، خَبَر سے خَبروں، اور قَدَم سے قَدموں وغیرہ۔

چونکہ عربی میں مادہ (مصدر) بہت اہم ہے۔ اس لیے مفہوم و معنی اخذ کرنے کے لیے مادے سے واقفیت مفید ثابت ہوتی ہے۔ عربی الفاظ کا مادہ اکثر تین حروف ہوتے ہیں۔ مثلاً "ع ل م" مادہ سے علم، عالم، علیم، معلوم، علوم، اعلام، تعلیم، تعلم، استعلام، علامہ، معلم، متعلم اور "ع م ل" مادہ سے عمل، عامل، معمول، اعمال، تعمیل، معاملہ، استعمال، معمل، عوامل، مستعمل جیسے الفاظ تشکیل پاتے ہیں۔ متعلم مادے کے توسط سے درست تلفظ کے ساتھ معنی سے بھی آگاہ ہو گا اور اُس کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی اضافہ ہو گا۔

اُردو میں فارسی الفاظ و مرکبات کی کثیر تعداد رائج ہے۔ جن مرکبات میں عموماً غلطی کا امکان ہوتا ہے اُن کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً افشاندن، فشاندن (جھاڑنا، چھڑکنا) میں عموماً غلطی کا امکان ہوتا ہے اور بعض اوقات فَشَاں یا اَفْشَاں کو فِشاں اور اِفشاں پڑھا اور بولا جاتا ہے مثلاً گل اَفشانی کو گل اِفشانی اور آتش فَشاں کو آتش فِشاں اور ضو فَشاں کو ضوفِشاں پڑھنا۔ اَفگندن، فگندن (پھینکنا، گرانا) میں ناوک فگن کو ناوک فِگن۔ پُختَن (پکنا، پکانا) سے دم پُخت، پیچیدن (لپیٹنا موڑنا) سے پیچش، تپیدن (گرم ہونا، تڑپنا) سے تپِش، جُنبیدَن (ہلنا، ہلانا) سے جنبِش، دَادَن (دینا) سے تن دَہی، نشان دَہی، شِکَستَن (ٹوٹنا، توڑنا) سے شِکَست، شِگافتن (چیرنا) سے شِگاف، شِناختن، شِناسِیدَن (پہچاننا، جاننا) سے شِناسائی، روشِناس، سخن شِناس، شوریدَن (پریشاں ہونا، غل مچانا) سے شورِش، کردَن (کرنا) مصدر کے صیغۂ امر کُن سے گریہ کُناں، کُشتَن (مار ڈالنا) سے نسل کُشی، خود کشی، نفس کُشی، کَشِیدَن (کھینچنا) نسل کَشی، لشکر کَشی، کَندَن (کھودنا) سے کوہکَن، گورکَن، کان کَن، کان کَنی، بیخ کَنی، گَزِیدَن (کاٹ کھانا، کاٹنا) سے مار گَزِیدہ، سگ گَزِیدہ، مردم گَزِیدہ، گُزِیدَن (چن لینا، اختیار کرنا) سے بر گُزِیدہ، پناہ گُزِین، خلوت گُزِین۔ نَشِستَن (بیٹھنا) سے نَشِست گاہ وغیرہ عموماً غلط بولے جاتے ہیں۔ اگر فارسی مصادر کو دھیان میں رکھیں تو غلطی کا امکان کم ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ تلفظ کے زیادہ تر مسائل عربی اور فارسی الفاظ سے متعلق ہیں۔ دوسری زبانوں مثلاً انگریزی، فرانسیسی، پرتگالی، ترکی اور مقامی زبانوں ہندی، سنسکرت اور دوسری علاقائی زبانوں کے بارے میں ماہرین متفق ہیں کہ وہ جس طرح مروّج ہیں، درست ہیں۔ مثلاً مِنَٹ (Minute) کی بجائے مِنٹ اور بیگَم کی بجائے بیگم فصیح ہے۔ تاہم اِن

زبانوں سے متعلق بھی کچھ مسائل ہیں۔ مثلاً انگریزی اور سنسکرت کے جو الفاظ سکون سے شروع ہوتے ہیں اُن کی ادائیگی میں اختلاف ہے جس کی بابت املا کے زیرِ عنوان بات کی جاچکی ہے۔ مثلاً سٹیشن، سکول اور سنسکرت کا کرشن وغیرہ۔ کچھ لوگ ایسے الفاظ کو آغاز میں الف مکسور یا کسرہ سے ادا کرتے ہیں اور دوسرا گروہ شروع میں زبر سے ادا کرتا ہے۔

اُردو نے اپنے مزاج اور لہجے کے تقاضے کے مطابق بہت سے عربی وفارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ میں تغیرات کیے ہیں۔ اور اُنھیں تلفظ کے اعتبار سے بھی اور بناوٹ کے لحاظ سے بھی اپنے سانچے میں ڈھالا ہے۔ چنانچہ عربی وفارسی الفاظ کی حرکات میں بھی تبدیلی ہوئی اور نئ صورتیں وجود میں آئیں۔ تصرف کے عمل پر اُردو کے ماہرینِ زبان میں دو نظریات پائے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ عربی اور فارسی پر عبور رکھنے والے اصحاب کا مؤقف یہ ہے کہ عربی اور فارسی الفاظ کا اصل تلفظ ہی صحیح ہے اور اِس میں تصرف اور اعراب کو تبدیل کرنا درست طرزِ عمل نہیں۔ دوسرا گروہ دوسری تمام زبانوں کے اُردو میں تصرف کو جائز سمجھتا ہے اور اِسے صحیح مانتا ہے۔ خواہ اصل زبان کے اعتبار سے وہ تلفظ غلط ہو، یہ لوگ سید انشااللہ خاں انشا کے اِس فرمان سے استناد حاصل کرتے ہیں اور اُسے اُردو کے مزاج وفطرت کا میگنا کارٹا مانتے ہیں کہ:

جاننا چاہیے کہ جو لفظ اُردو میں آیا، وہ اُردو ہو گیا۔ خواہ وہ لفظ عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سریانی، پنجابی ہو یا پوربی، اصل کی رو سے غلط ہو یا صحیح، وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے اور اگر اصل کے خلاف ہے تو بھی صحیح۔ اس کی صحت اور غلطی اس کے اُردو میں رواج پکڑنے پر منحصر ہے، کیونکہ جو چیز اُردو کے خلاف ہے، وہ غلط ہے۔ گو اصل میں صحیح ہو اور جو اُردو کے موافق ہے، وہی صحیح ہے خواہ اصل میں صحیح نہ بھی ہو۔ [۲]

رشید حسن خاں رقم طراز ہیں :

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عربی، فارسی الفاظ کو اسی طرح سمجھا جائے جس طرح اِن زبانوں کے لغات میں محفوظ ہے تو یہ سمجھا جائے گا اور سمجھا جانا چاہیے کہ یہ شخص اُردو کو کوئی مستقل زبان نہیں سمجھتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تلفظ کے سارے تغیرات لازماً قابلِ قبول ہیں جو کسی بھی شخص کی گفتگو میں نمایاں ہوئے ہیں، اُس کا مطلب یہ ہو گا کہ اُس شخص کو زبان کے اعتبار اور لغت کے استناد کے مسائل سے دلچسپی نہیں۔ [۳]

سید سلیمان ندوی، (نقوشِ سلیمانی) مولوی عبدالحق (ترجمہ دریائے لطافت) اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی (ماہنامہ تحریک دہلی جولائی ۱۹۶۸) نے اِنھی خیالات کی تائید کی ہے۔ [۴]

عربی زبان میں حرکات (زبر، زیر، پیش) سے قواعد کا کام لیتے ہیں، اس لیے اِن کا تعین اہلِ عرب کی سرشت کا جزو بن چکا ہے۔ اس کے برعکس فارسی اور اُردو میں اِن کا مقصد صرف یہ ہے کہ اصل کی پیروی ہو۔ زبر، زیر، پیش سے الفاظ و معانی میں جو تغیر ہوتا ہے، وہ فارسی اور اُردو کے اعتبار سے بے معنی ہے۔ مثلاً مُعَزِز، مُعَزَز، مُرسِلُ، مُرسَلُ، مَقام، مُقام، مُحِبّت، مَحَبّت، کا فرق اُردو میں ملحوظ نہیں رکھا جاتا اور اِن الفاظ کو غلط پڑھنے سے معانی میں بھی فرق واقع نہیں ہوتا۔ لیکن عربی کے اعتبار سے مُعَزَز کی جگہ مُعَزِز پڑھیں تو شاید ہنگامہ برپا ہو جائے۔ اِس طرح مُرسَلُ کی بجائے مُرسِل پڑھیں تو خدا کی عدالت میں مجرم ثابت ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ عربی میں ہر لفظ اکائی نہیں بلکہ لفظ کا مادہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ مادہ ہی سے چند مخصوص اصول و قوانین کے تحت سارے الفاظ بنائے جاتے ہیں اور اِن مخصوص اصولوں میں حرکات کا خاص دخل ہے۔ جس کی وجہ سے اہلِ عرب کے لیے طبعی طور پر حرکات کا تعین آسان ہے۔ لیکن فارسی اور اُردو میں لفظ اکائی ہے اور مادہ بے معنی اور بے اثر ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارسی اور اُردو میں الفاظ کی ہیئت میں کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ کہیں حذفِ حرکات سے، کہیں اضافۂ حرکات سے کام لیا گیا۔ مثلاً مَرَض، رَمَضان، شَفَقَت، کَلِمہ، حَرَکت، بَرَکت، عَلَوی، رِضَوی وغیرہ کے حرف دوم کو ساکن کر دیا گیا ہے۔ موسم میں حرفِ اول وسوم مفتوح ہو گئے۔ اِسی طرح سیّد میں یہ جو اصلاً بالکسر "ی" ہے، اُردو تلفظ میں بالفتح رائج ہو گیا۔ اِسی طرح مُغْوٰی، مُتَوفٰی کی بجائے مغویہ، متوفیہ جیسے الفاظ، معانی میں اختلاف کے باوجود اُردو میں مروج ہیں اور غلط العام فصیح میں داخل ہیں۔

اگرچہ اُردو میں تصرف شدہ الفاظ کا دائرہ وسیع ہے۔ لیکن ہم اپنے موضوع کے مطابق تلفظ تک محدود رہیں گے۔ مثال کے طور پر اگر ہم حرکات کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ عربی کے زبر معروف کو زبر مجہول سے بدل دیا گیا ہے۔ جیسا کہ رحمت، تحقیق، احمد، وحشت، احباب، تہذیب وغیرہ۔ اور زیر معروف کو زیر مجہول سے بدل دیا گیا جیسا کہ اِحترام، اِحتمال، اِعتدال، اِعتبار، اِہتمام، نعمت وغیرہ۔ اِسی طرح پیش معروف کو پیش مجہول سے بدل دیا گیا مثلاً صُحبت، شُہرت، مُحترم، مُحتاط، تُحفہ، مُعتبر، عُہدہ وغیرہ۔ اِسی طرح متحرک کی جگہ ساکن مثلاً برکت، آدمیت، بشریت، شفقت اور ساکن کی جگہ متحرک مثلاً خبَر، اَجَر، فجَر، جَمَع، شمَع، منَع، نفَع، صلَح، ذبَح۔ اِسی طرح زبر کی بجائے پیش مُسرت، مُشقت، مُعاش، وُسعت، وُقعت اور زبر کی بجائے زیر مثلاً عِصمت، فِضا، نِکہت، بِیاض، خِیاباں، اسی طرح چپقلش، فلاں، مزدور، بیگم، زبان، فرخندہ، گواہ، وغیرہ میں پیش کی بجائے زبر مستعمل ہے۔ عربی کے بعض لفظوں میں شد کو حذف کر دیا گیا مثلاً جن، خط، حق، شر، شک۔ قوی، مضمحل، صحت، جادہ وغیرہ۔ جدید فارسی میں نون غنہ کا بھی رواج نہیں رہا لیکن اُردو میں بعض فارسی کلمات نون غنہ ہی سے مروج ہیں جیسے آشیاں، کوشاں، شادماں وغیرہ۔ اِسی طرح جدید فارسی میں یائے مجہول کی جگہ بھی یائے معروف نے لے لی ہے لیکن اُردو

میں متعدد فارسی الفاظ کا تلفظ یائے یائے مجہول سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً پیشہ، آمیزش، دریغ، پیشاب، پریشان وغیرہ۔

تلفظ میں اُردو تصرفات دو طرح کے ہیں۔ غلط العام اور غلط العوام۔ تلفظ کی درستی کا تقاضا ہے کہ غلط العام اور غلط العوام میں تمیز کی جائے۔ غلط العام سے مراد وہ غلط تلفظ ہے جو عوام وخواص یعنی جاہل اور عالم میں یکساں مقبول ہو۔ ایسا لفظ فصیح سمجھا جاتا ہے۔ اِسی لیے عربی میں اِس کے لیے "غلط العام فصیح" کی اصطلاح مروج ہے مثلاً سُوال اور زُبان اپنے تلفظ کے برعکس سَوال اور زَبان ہو گئے ہیں اور انھیں قبولِ خاص وعام حاصل ہو چکا ہے۔ اِس لیے اَب انھیں فصیح سمجھا جائے گا اور لغت میں درج کیا جائے گا۔ اِس کے برعکس ایسے الفاظ جن کو صرف عوام و جہلا استعمال کرتے ہیں اور اہلِ علم اور ثقہ حضرات اِن سے احتراز کرتے ہیں، اِن کو غلط العوام کہا جاتا ہے اور اِن کا استعمال جائز نہیں۔ اِس تلفظ کو غلط سمجھا جائے گا اور لغت میں اِسے جگہ نہیں ملے گی۔ چاہے اہلِ زبان کی اکثریت نے اِسے اختیار کیوں نہ کر رکھا ہو۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اہلِ علم کے مقابلے میں عوام کثرت میں ہوا کرتے ہیں۔ لیکن عوام کی ایسی غلطیاں صحت کا جامہ نہیں پہن سکتیں، جب تک اُنھیں اہل علم کی تائید حاصل نہ ہو مثلاً وَقت، صِرف، عِلم، اَکلوتا، غَلط، کِشتی، زُعم، مُدرسہ ،اِخلاق، اَساتِذہ، اَستغفار، اَفطار، اَزالہ، اَبلاغ، اَقامت، مُتمدَّن، مَاخِذ، مَخاطِبت، مُخالِفت، لَاحق، مُبارِک، مِشعَل، مُطالِبہ، مُکالِمہ، مُنقَطع، مُطالِعہ، مَن و عَن، مُنتخَب، نِکات، وَجدان، وَقُوع / وَقُوعہ، یُوسَف، یَکُم، ہَجُوم، وَاپِس ،نِماز، یُورَش، کھلُبلی، شِگُون، جَدُول، چَنگل، تنزَّل، اَوَّل ،پَنجُم، بے وَقوف، بُوچھاڑ، بَاہِر وغیرہ غلط العوام میں داخل ہیں اور اِنھیں درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے کہ اِنھیں اہل علم اور فصحائے زبان استعمال نہیں کرتے۔ مختصر یہ کہ جہاں غلط العام فصیح ہے ،وہاں غلط العوام قبیح ہے۔ اگرچہ غلط العام بھی پہلے عوام کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ اِن میں سے کچھ الفاظ خواص میں مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں۔ جو لفظ خواص کے چلن میں آ جائے وہ غلط العوام کی سطح سے بلند ہو کر غلط العام کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے۔ یعنی معیار وہی ٹھہرتا ہے، جسے خواص یعنی اہلِ علم اور فصحائے زبان قبول کر لیں۔

فارسی الفاظ میں غلط العام کی مثالوں میں پِیرَاہَن کی بجائے پَیرُاہَن، پِیرَایہ کی بجائے پَیرُایہ، دَرِّندہ کی بجائے دَرِندَہ، زُبان کی بجائے زَبان، سَبک کی بجائے سُبک، شَاخ شَانہ کی بجائے شَاخِسانہ، طِراز کی بجائے طَراز، فِرُوش کی بجائے فَرُوش، خَرُمن کی بجائے خِرمَن اور مُزدُور کی بجائے مَزدور وغیرہ۔

اِسی طرح عربی الفاظ میں: جَوَلاں کی بجائے جَوْلاں، حَجَلہ کی بجائے حُجلہ، حِلیَہ کی بجائے حُلیَہ، حَیَوان کی بجائے حَیْوان، حَمَائل کی بجائے حِمَائل، دَاخِلہ کی بجائے دَاخلہ، دَرَجَہ کی بجائے دَرْجَہ، شِہاب کی شَہاب، صَاحِب کی بجائے صَاحَب، صِحّت کی بجائے صَحت، صَدَمہ کی بجائے صَدْمہ، صُندوق کی بجائے صَندوق، ضَلَع کی بجائے ضِلَع، طَرَح کی بجائے طَرْح، ظُلُمَات کی بجائے ظُلْمَات، عَدُوّ کی بجائے عَدُو، غَلَبَہ کی بجائے غَلْبَہ، قَلَع و قَمَع کی بجائے قَلْع و قَمْع، قُفُلی کی بجائے قُلْفی، کَسَر کی بجائے کَسْر، مَحْوَر کی بجائے مِحْوَر، مُشَاعَرہ کی بجائے مُشَاعِرہ، مُعَرَّز کی بجائے مُعَزَّز، مَنْصِب کی بجائے مَنْصَب، مُوسِم کی بجائے مَوسَم، نَشَاط کی بجائے نِشَاط، وَداع کی بجائے وِداع، ہتَک کی بجائے ہتْک، ہجاء کی بجائے ہجّے، ہذَیان کی بجائے ہِذیان وغیرہ ہیں۔[5]

تلفظ کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر ترقی یافتہ زبان میں اس پر قابلِ ذکر کا ہوا ہے۔ Oxford dictionary of Pronunciartion for Current English[٦]

اور کیمرج کی آن لائن سپوکن ڈکشنری[7] اس کی بڑی مثالیں ہیں۔ مزید براں English Pronunciation پر یونیورسٹی سطح پر بہت تحقیق ہوئی ہے، جس کی تفصیل طوالتِ مضمون کا باعث ہو گی۔ اردو میں بھی اس موضوع پر مضامین اور کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ مثال کے طور ''اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ از قیوم ملک[8]''، ''اردو میں عربی اور فارسی الفاظ و مرکبات از قیوم ملک[9]''، ''یہ مسائلِ تلفظ از ادریس صدیقی[10]''، '' آئینۂ تلفظ از حفیظ رحمانی[11]'' اور ''اصلاحِ تلفظ و املا از طالب الہاشمی[12]'' وغیرہ۔

غلط تلفظ کی ادائیگی کے چند اسباب ہیں۔ اِن میں سے مادری زبان کا فطری میلان، غلط فہمی، عدم واقفیت اور تقلید خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اِن عوامل کو دورانِ تدریس پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اُستاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے سامنے بہترین نمونہ اور مثال پیش کرے۔ جن الفاظ کے تلفظ میں غلطی کا زیادہ امکان ہے، اُن پر اعراب لگا کر اُن کی مشق کرائے۔ واؤ معروف و مجہول اور یائے معروف و مجہول، واؤ لین اور یائے لین اور فتح مجہول (فتحۂ خفیف)، کسرۂ مجہول (کسرۂ خفیف) اور ضمۂ مجہول (ضمۂ خفیف) کی وضاحت کرے۔ حروفِ شمسی و قمری، واؤ معدولہ، یائے مخلوط، نون غنہ وغیرہ کی خصوصی طور پر وضاحت کرے۔

تلفظ کی درستی اور معنی کے ابلاغ کے لیے لغت کی اہمیت مسلمہ ہے۔ زبان کی تدریس میں لغت کا استعمال بے حد ضروری ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں لغت کے استعمال کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ بچے کو ابتدا ہی سے لغت کے استعمال کی

عادت ڈالی جائے اور اِس کے استعمال کی مشق کرانی چاہیے۔ انھیں ترتیب ابجدی، باب و فصل، کلید (کلیدی الفاظ) تلفظ (ملفوظی و غیر ملفوظی)، مخففات اور اِشتقاق وغیرہ کے بارے میں سمجھایا جائے۔ ہفتے میں کم از کم ایک پیریڈ لغت کا ہونا چاہیے۔ چوتھی یا پانچویں جماعت سے لغت کا استعمال سکھایا جائے۔ ضروری ہے کہ سکول میں بچوں کی لغات طلبہ کی تعداد کے تناسب سے موجود ہوں۔ لغات کمرۂ جماعت میں منگوائی جائیں اور بچوں کے گروپ بنا کر الگ الگ ردیفوں میں سے چار پانچ الفاظ کے معنی لکھنے کو کہا جائے۔ لغت کے استعمال کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر بچہ تلفظ، املا اور ہجے وغیرہ کے معاملے میں اپنی ذات پر بھروسہ کرے گا اور اپنی غلطیوں کی خود تصحیح کرنے سے اُس میں خود اعتمادی پیدا ہو گی۔ غرض لغت کے استعمال سے ہجے، معانی، مادہ اور مشتقّات و متعلّقات، تذکیر و تانیث وغیرہ کی حقیقت اُس پر عیاں ہو گی۔ اِس سے اُس کی قابلیت میں گراں قدر اور ذخیرۂ الفاظ میں بیش بہا اضافہ ہو گا۔ ہمارے ہاں یہ روایت رہی ہے کہ اساتذہ ہی بچوں کو معانی بتا دیتے ہیں یا وہ امدادی کتابوں سے یاد کر لیتے ہیں۔ اگر ابتدا ہی سے لغت کے استعمال کی عادت ڈالی جائے تو بچوں میں تحقیق و جستجو کا مادہ پیدا ہو گا اور حقیقت تک خود پہنچنے کا حوصلہ بیدار ہو گا۔

ہم بچوں کو سکول کے ابتدائی درجے پر لغت کے استعمال کی عادت نہیں ڈالتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ کو کالج سطح تک لغت کے استعمال کا سلیقہ نہیں آتا۔ دوسری طرف بچوں کے لیے لغت کی اہمیت کو کبھی تسلیم نہیں کیا گیا اور اِس سے ہمیشہ غفلت اور اغماض برتا گیا ہے۔ مختلف نجی اداروں کی طرف سے شائع کردہ جو چھوٹی چھوٹی لغات ملتی ہیں، اُن میں غلطیوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ اگر ہم تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو ہمارے اکابر بچوں کے ادب کی اہمیت سے ناآشنا اور غافل نہیں تھے۔ اُردو میں لغت کی تاریخ میں سب سے پہلے منظوم لغات ملتی ہیں، جن میں اشعار کے پیرائے میں مبتدیوں کو الفاظ کے معنی بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں نصاب نامہ، رازق باری، حامد باری، خالق باری اور مرزا غالب کی تصنیف قادر نامہ وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں لیکن ہماری غفلت کا یہ عالم ہے کہ غالب کی تصنیف "قادر نامہ "۱۸۵۶ء میں منظرِ عام پر آئی اور

ع پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

ایک طویل خلا کے بعد ۱۹۹۵ء میں پروفیسر خلیق احمد صدیقی کا بچوں کا لغت شائع ہوا۔ اِس کے بعد ڈاکٹر جمیل جالبی کی "درسی اُردو لغت" منظرِ عام پر آئی جو ثانوی درجہ تک طلبہ کے لیے مفید ہے۔ مذکورہ بالا دونوں لغات مقتدرہ قومی زبان نے شائع کی ہیں، جو بچوں کی اُردو زبان دانی کی ضرورت پوری کرنے کی طرف ایک نہایت مستحسن قدم ہے۔ اِن خطوط پر کام کی

ضرورت ہے۔ چونکہ زبان میں آئے دن ترمیم واضافہ جاری رہتا ہے، اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ زبان میں نئی تبدیلیوں کے پیشِ نظر نظر ثانی شدہ نئے ایڈیشن سامنے آنے چاہییں۔

ڈاکٹر عطش درانی نے ہماری اس غفلت پر ان الفاظ میں شکوہ کیا ہے: "تلفظ کے قوانین کوئی ۱۸۸۲ء میں وضع ہو گئے تھے، جنھیں گرم کا قانون (Grim's Law) کا نام دیا جاتا ہے۔ ہم فرہنگِ تلفظ شائع کرنے کے باوجود ایسی کسی وضع سے محروم ہیں۔"٦

اُردو کے صوتی نظام پر قابلِ قدر کام ہو چکا ہے۔ اَب مقتدرہ قومی زبان یا اُردو لغت بورڈ ماہرین کے تعاون سے بین الاقوامی صوتی رسم الخط (International Phonetic Alphabet) کی روشنی میں اُردو کے لیے معیاری صوتی رسم الخط کا تعین کرے اور ڈینیل جونز Danial Jones کی معروف لغت (An English Pronouncing Dictionary) کی طرز پر ایسی صوتی ڈکشنری مرتب کرے جس میں، زورStress، لہجہAccent ،اور آواز کے زیر و بمModulation وغیرہ جیسی صوتی علامات (Phonetic Symbols) کے ذریعے وضاحت ہو۔ ایسی لغت ملکی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ غیر ملکی طلبہ کے لیے بھی بہت مفید ہو گی۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی تلفظ کی درستی کے بہترین ذرائع ہیں۔ جدید دنیا میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت مسلم ہے اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر زبان کی فروغ و ترقی کا اہم ذریعہ ہیں۔ ذرائع ابلاغ سماج پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں اور زبان و تہذیب کے بنانے او رسنوارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں بھی زبان کی ترقی اور فروغ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا کردار مسلم رہا ہے۔ اِن کے پروگراموں کے ذریعے پاکستان کی مقامی اور صوبائی زبانوں کے اشتراک کے اثرات مرتب ہوئے اور لہجوں کے اشتراک سے پاکستانی اُردو کا رنگ روپ نکھرا ہے۔

پوری دنیا کی طرح پاکستان میں بھی ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبار کا دائرہ وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ٹیلی ویژن ہماری معاشرتی زندگی کا جزوِ لازم بن چکا ہے اور اِس کے گہرے اثرات روزمرہ کی زبان اور تہذیب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اُردو زبان کے فروغ میں ٹیلی ویژن کے اثر اور کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان بھر میں اور بیرون ملک بھی جہاں ٹیلی ویژن کی نشریات دیکھی جاتی ہیں وہاں خواندہ اور ناخواندہ سب افراد اُردو سے آشنا ہو چکے ہیں اور کم پڑھے لوگ بھی ٹیلی ویژن کے اثر سے اُردو بول لیتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ ریڈیو پاکستان سن کر اپنا تلفظ اور لہجہ درست کرتے تھے لیکن موجودہ صورتِ حال لائقِ تحسین

نہیں۔ بالخصوص ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں اُردو تلفظ اور لہجے کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ان اداروں کے اربابِ اقتدار کو چاہیے کہ وہ زبان دانی کے اِس پہلو کی طرف توجہ دیں اور معیاری تلفظ اور لہجے کے تعین اور اُس کی ترویج کے لیے اِن اداروں کے کردار کو مستحکم بنائیں۔

حوالہ جات

1. فیروزالدین، مولوی الحاج، فیروز اللغات اردو جامع (لاہور: فیر زسنز، سن ندارد)، ص375
2. انشا، سید انشا اللہ خاں، دریائے لطافت، مترجم پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، 1988ء)، ص353-354
3. رشید حسن خاں، زبان اور قواعد (نئی دہلی: ترقی اُردو بیورہ، 1983ء)، ص10
4. ایضاً، ص12-17
5. شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2002ء)، ص ث
6. Oxford dictionary of Pronunciartion for Current English(Oxford University Press,2001)
7. dictionary.cambridge.org/ dictionary/English/spoken

8۔ قیوم ملک، اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1979ء)

9۔ قیوم ملک اردو میں عربی اور فارسی الفاظ و مرکبات (لاہور: مکتبہ کارواں، 1995ء)

10۔ ادریس صدیقی، یہ مسائلِ تلفظ (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، 1975ء)

11۔ آئینۂ تلفظ از حفیظ رحمانی (دہلی: ادارہ ادبِ اسلامی ہند، 2004ء)

12۔ اصلاحِ تلفظ و املا از طالب الہاشمی (لاہور: القمر انٹر پرائزز اردو بازار، 2004ء)

13۔ عطش درانی، ڈاکٹر، اُردو لسانیات: حدود و قیود، مطبوعہ مجلہ تحقیق، شمارہ15، (جام شورو: شعبہ اُردو سندھ یونیورسٹی، 2007ء)ص322